قرانی است آول درحق موسی علی نبینا وعلیہ السلام ہرگاہ ایشان را بنی اسرائیل تہمت ادرۃ وبرص نمودند قال اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا تکونوا کا الذین اٰذوا موسی فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا حق تعالی راضی نشد بہ تہمت ایشان اگرچہ آن تہمت ہیچ محذور شرعی نداشت دوم درحق عیسی روح اللہ کہ یہودیان درحق ایشان تہمت زنازادگی برزبان آوردند بسخن آوردن ایشان درعین طفولیت آن تہمت را زائل فرمود قال اللہ تعالی فی سورت ال عمران وجیہاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المہد وکہلاً الایۃ این معنی درحق اکثر اولیاء بہ ثبوت پیوستہ اول درحق ابی بکر صدیق کہ ان اللہ یکرہ فوق السموات السبع ان یخطا ابوبکر فی الارض دوم درحق علی مرتضی فرمود ادر الحق حیث دار نفرمودہ اند ادرہ حیث دار الحق ومعنی قطبیت بالمنہ آنست کہ حق تعالی بعض بندگان خود را مخصوص سازد کہ مہبط فیض الہی اولاً بالذات ایشان باشند وازیشان بدیگران منتقل شود گو بظاہر کسے تلمذ واکتساب ازیشان نکردہ باشد مانند آنکہ شعاع آفتاب از راہ روزنے بخانہ مے افتد پس اولا آن روزن روشن شدہ است وبواسطۂ آن تمام اشیاء خانہ روشن گشتہ واین را قطب ارشاد نیز نامند بخلاف قطب مدار بالجملہ اثبات این مقات اربعہ عند التحقیق مخالف مذہب اہل سنت نیست گو ظاہر بینان از اطلاق این الفاظ تحاشی نمایند و نہ مخالف تفضیل شیخین کہ مجمع علیہ جمیع اہل حق است زیراکہ این تفضیل کثرت ثواب است عند المتکلمین مع الاجازۃ است کہ خداتعالے بعض بندگان خود را مخصوص بزیادت ثواب گرداند ہرچند فضائل دیگر وصفات کمال در غیر آنہا بیشتر باشد ونزد مصنف کتاب ہمعات قدس سرہ مدار تفضیل شیخین بر تشبیہ انبیاست در سیاست امت ورفع شبہات وترویج دین و تمہید شستن مردم از بدعت وامر بالمعروف ونہی عن المنکر وظاہر است کہ زیادتی شیخین درین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اسود او ضح من الشمس و ابین من الامس ست و لہذا قال اکثر المتکلمین التفضیل عندنا بالثو
لا بالفضائل ،،

حضرت **شاہ ولی اللہ** کے تلمیذ حبیب صاحب کتاب **دراسات اللبیب** نے بھی اپنی اسی کتاب مستطاب مین اہل بیت نبوی اور عام اہل ولایت کو محفوظ کہا ہے اسمقام مین نقل کلام جناب ممدوح بھی موجب **فوائد** ہے از انجملہ ایک **فائدہ** یہہ ہے کہ جو اس زمانہ کے اہل بدعت و اعدا ر سنت اس حامل لواء اہل سنت کو شیعہ بناتے ہین وہ انکا کلام بلاغت نظام پڑہکر شرمائین اور اپنے سوء ظنی اور بدزبانی سے باز آئین ۔ اور یہہ خیال کرین کہ جس بات پر وہ انکو شیعہ بناتے ہین وہ وہی بات ہے جو آپ سے پہلے اکابر اہل سنت کہہ چکے ہین صاحب دراسات یہہ بہی کہہ چکے تھے کہ جو عصمت انبیا سے مخصوص ہے مین اس عصمت کا اعتقاد اہل بیت کے حق مین نہین رکہتا جیسے کہ شیعہ اعتقاد رکہتے ہین مجہہ پر کوئی شیعہ ہونے کی تہمت نہ لگاوے جیسے حافظ حسکانی پر ذہبی نے لگادی تہی پر یارون نے اسات کی بہی کچہہ پرواہ نہ کی ۔ صرف لفظ عصمت سنتے ہی اُنپر تشیع کی تہمت لگاہی دی ۔

آپ صفحہ ۲۰۰ دراسات مین فرماتے ہین ۔ متکلمین نے کہا ہے حفظ اور عصمت

وقد قال المتکلمون الفرق بین الحفظ والعصمة ان الاول عدم صدور الذنب والخطاء و الثانی استحالة صدوره فالانبیاء قام الدلیل علی استحالة صدور ذلك عنهم وغیر الانبیاء ربما یحفظون فلا یصدر عنهم الذنب والخطاء مع جواز الصدور فالانبیاء

مین یہہ فرق ہے کہ حفظ تو عدم صدور گناہ اور خطا کا نام ہے عصمت یہہ کہ صدور گناہ وخطا جائز ہی نہو عقلاً محال ہو انبیا سے صدور گناہ وخطا کے محال ہونے پر دلیل قائم ہے ۔ انبیاء کے سوا اورون سے گناہ سرزد نہین ہوتے گو انکا صدور جائز ہے لہذا انبیا معصوم ہین اور اولیا

59

معصومون والاولیا محفوظون ان شاء الله تعالی - × × × × ×
ولست عقدة الانامل علی ان العصمة الثابتة فی الانبیا علیهم الصلوة والسلام یوجد فی غیرهم وانما اعتقد فی اهل الولایة قاطبة العصمة بمعنی الحفظ وعدم صدور الذنب لا استحالة صدوره والائمة الطاهرین اقدم من الکل فی ذلك وبذلك یطلق علیهم الائمة المعصومون فمن رمانی من هذا المبحث باتباع مذهب غیر السنة مما یعلم الله سبحانه برائتی فعلیه اثم فریته والله خصیمه وکیف لا اخاف الاتهام من هذا الکلام وقد خاف شیخ ارباب السیر فی السیرة الشامیة من الکلام علی طرق حدیث رد الشمس بدعائه صلی الله علیه وسلم لصلوة علی رض وتوثیق رجالها ان یرمی بالتشیع حیث روی الحافظ الحسکانی فی ذلك سلفا له ولنقل ذلك بعین کلامه قال رحمه الله تعالی لما فرغ من توثیق

محفوظ - پھر اہلبیت کی عصمت (یعنی حفاظت) پر احادیث نبویہ سے استدلال کر کے بصفحہ ۲۱۵ آپنے فرمایا ہے میرا (اس بحث و بیان مین) یہہ اعتقاد نہین ہے کہ جو عصمت انبیا مین پائی جاتی ہے - وہ اورون مین موجود ہے تبہی اہل ولایت کی نسبت مین عصمت بمعنی حفظ اور عدم صدور گناہ ہی کا اعتقاد رکھتا ہون اس بات مین ائمہ طاہرین اور اولیا سے مقدم ہین اسی نظر سے اُنپر ائمہ معصومین کا لفظ بولا جاتا ہے پھر جو کوئی اس بحث کے سبب مجھپر اتباع مذہب غیر اہل سنت (یعنی شیعہ) کی طرف منسوب کرے جس سے میرا بری ہونا خدا کو معلوم ہے تو اُسی پر اس کے افترا کا بوجھہ ہے اور خداتعالے خود اسکا خصم و مدعی ہے اس اتہام سے مین کیونکر نہ ڈرون جس حالت مین مجھسے پہلے صاحب سیرت شامیہ اس حدیث پر (جسمین حضرت علی مرتضی کی نماز کے لئے آفتاب کو غروب سے پھیرنے کی دعا آنحضرت سے

رجال سنده ولیعذر من یقف علی کلامی هذا هنا ان یظن بی انی امیل الی التشیع والله تعالی علم ان الامر لیس کذلک قال والحامل علی هذا الکلام یعنی قوله ولیعذر الی اخره ان الذهبی ذکر فی ترجمة الحسکانی انه کان یمیل الی التشیع لانه املا جزأ فی طرق حدیث رد الشمس قال وهذا الرجل یعنی الحسکانی ترجمه تلمیذه الحافظ عبد القادر الفارسی فی ذیل تاریخ نیسابور فلم یصفه بذلک بل اثنی علیه حدیثا حسنا وکذلک غیره من المؤرخین فنسال الله تعالی السلامة من الخوض فی اغراض الناس بما لا نعلم وبما نعلم والله تعالی اعلم انتهی اقول هذا الجرح فی الحافظ الحسکانی انما نشاء من کمال صعوبة الجارح والخرافة من مناهج العدل والانصاف والا فالحافظ من خدمة اهل الحدیث الخ

(دراسات اللبیب)

مروی ہے) کلام کرنے کے وقت اس نسبت تشیع سے ڈرے تھے۔ کیونکہ انہون نے اپنے پہلے حافظ حسکانی کو اس اتہام کا محل پایا اب ہم اصل کلام صاحب سیرت نقل کرتے ہین صاحب سیرت شامی نے حدیث مذکور کے راویوں کی توثیق سے فارغ ہوکر فرمایا کہ جو میرے اس کلام پر مطلع ہو وہ اس بات سے بچے کہ میری نسبت شیعہ ہونے کا گمان کر بیٹھے۔ خدا جانتا ہے مین شیعہ نہین ہون مجھے اس کہنے پر باعث یہہ ہوا ہے کہ ذہبی نے ترجمہ (بیان حال حسکانی) مین کہدیا ہے۔ کہ وہ مذہب شیعہ کیطرف مائل ہے۔ کیونکہ اُس نے آفتاب کے پھر آنے کی حدیث کی تائید مین ایک جزو لکھا ہے صاحب سیرت شامی فرماتے ہین کہ حافظ حسکانی کا ترجمہ اُسکے شاگرد حافظ عبد القادر فارسی نے تاریخ نیساپور کے ذیل مین لکھا تو اسکو مذہب شیعہ کیطرف منسوب نہین بلکہ اُسکی اچھی تعریف کی ہے ایسا ہی اور مورخون نے اس کی تعریف کی ہے۔ پس ہم خدا سے سوال کرتے ہین کہ وہ ہمکو لوگون کی ابرو ریزی سے بچاوے۔ صاحب سیرت شامیہ کا کلام اتمام ہوا

صاحب دراسات فرماتے ہین حافظ حسکانی کی نسبت جرح (اعتراض) معترض کی سختی اور طریق عدل وانصاف سے کجروی کے سبب سے ہے ورنہ حافظ حسکانی تو حدیث کے خدام سے ہے ''

ناقل (اڈیٹر) کہتا ہے جبکہ ذہبی جیسے اکابر علماء اس تعصب سے نہ بچ سکے تو آج کل کے تو خیر مدعیان حنفیت پر (جو صاحب دراسات کو اعتقاد عصمت اہل بیت کے سبب شیعہ بتاتے ہین) یا نوجوان مدعیان اتباع سنت پر جو ایک مسئلہ جزئی ظنی غیر قطعی اجمالی غیر تفصیلی (تفضیل شیخین) کے سبب پہلے اور پچھلے اہلحدیث کو شیعہ بناتے ہین (جسکا تفصیلی بیان نمبر ۱۲ مین آتا ہے) کیا افسوس ہے؟

ان عبارات واقوال کے موید بعض اقوال دلیل دعویٰ چہارم مین بھی آئینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اَن اقوال وعبارت سے یہ ثابت ہوا کہ دعویٰ عصمت اولیا اور اسپر آیات مذکورہ سے استدلال کرنے مین۔ راقم متفرد نہین ہے۔ پہلے اکابر اہل اسلام بھی یہ دعویٰ واستدلال کر چکے ہین۔ بالفعل ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہین اگر ہمارے ہمعصر خصوصاً اہلحدیث ان اکابر اور ان کے اقوال مین کچھ چون وچرا کرین گے۔ اور ان پر بدعتی ہونیکا فتوے لگاوین گے تو ان سے پہلے علماء کے اقوال پیش کئے جاوین گے وباللہ التوفیق۔

دلائل دعویٰ دوم

دلیل عقلی

جب دلائل دعوی اول سے ثابت ہوا۔ کہ ایسا الہام جسکی عصمت

(محفوظیت) کا ہمنے دعوے کیا ہے تلبیس ابلیس سے محفوظ ہوتا ہے - اور اسکا منجانب اللہ ہونا صریح نصوص کتاب اللہ سے ثابت ہے - تو اس کے منجانب اللہ ہونے کا علم و یقین اس الہام کے لوازم سے ہوا - لہذا "الحکم* الشیئ اذا ثبت ثبت بلوازمہ" اس یقین کا حصول ملہم کے لئے ضروریات سے ہے -

وہ الہام اس یقین کا ملزوم ہے - اور یقین اسکا لازم غیر منفک پہر اسکے ثبوت کے لیئے وجود ملزوم کے علاوہ دلیل کی کیا حاجت ہے؟

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلے بایدت زو رو آفتاب

انبیاء علیہم السلام کو جب وحی (یا الہام) ہوتا تہا - تو انکو بجز اسی وحی یا الہام کے **کون بتاتا تھا کہ یہہ وحی** (یا الہام) **رحمانی** ہی وسوسہ شیطانی نہین ہے - اور اسکے منجانب اللہ ہونے کا یقین کون دلاتا تہا - اسکے جواب مین یہی کہوگے - کہ الہام خود بتاتا تہا کہ مین رحمانی ہون - اور یقین بہی خود اسی سے ہوتا تہا - ایسا ہی الہام اولیاء وارثان انبیاء کو سمجھنا چاہئے - اور اگر حصول الیقین الہام اولیاء کے لئے نفس الہام کافی نہین ہے تو پہر الہام نبی حصول الیقین کے لئے کیون کافی ہوا اور پہر** عقلی دلیل کونسی

---

* یعنی جب کوئی چیز ثابت و موجود ہوتی ہے تو اپنے لوازم کے ساتہہ موجود ہوتی ہے -

** نقلی دلیل پیش کرنیکا یہ موقع نہین ہے - کیونکہ نقلی دلیل ثبوت و تسلیم الہام کے پہلے پیش نہین کیجا سکتی جو شخص ہنوز نبی کی نبوت کو نہین مانتا - اور یہہ سوال کرتا ہے کہ الہام نبی کے منجانب اللہ ہونے پر کیا دلیل ہے اور نبی کو کیونکر معلوم ہوتا تہا کہ الہام (جو اسکو ہوتا تہا) رحمانی ہے شیطان کیطرف سے نہین ہے اسکے جواب مین ہم نقلی دلیل (آیۃ یا حدیث) پیش نہین کر سکتے - اور بجز اسکے کچہہ نہین کہہ سکتے کہ وہ الہام خود بتاتا تہا کہ مین خدا کی طرف سے ہون - آفتاب آمد دلیل آفتاب الخ -

ہے؟ اور الہام نبی اور الہام ولی کے موجب یقین ہونے نہونے مین فارق کون امر ہے؟ - ہان اسمین اُسمین یہ فرق ضرور ہیکہ نبی کا الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوتا ہے بنفس خود شرعی دلیل ہے اسکا الہام خود بتاتا ہے کہ وہ عامہ خلایق کے لئے شرع اور دلیل ہے - ولی کا الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوتا ہے شرعی دلیل نہین ہے اس امر کا بیان بہی خود اُسی الہام مین پایا جاتا ہی

نقلی دلیل

خدا تعالے وتقدس نے اپنی کلام مین اس **الہام** کو جو اُس نے اولیا غیر انبیا کو عطا کیا ہے **علم** فرمایا ہے چنانچہ الہام حضرت خضر علیہ السلام کے حق مین ارشاد ہوا کہ ہم نے اوسکو اپنے پاس سے رحمت دی ہے اور اپنے پاس سے علم سکہایا ہے - **اور ظاہر ہے** کہ وہم - شک - گمان (**یا ظن**) کو **علم** ہرگز نہین کہا جاسکتا -

اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما (کہف ع ۹

دلائل دعوی سوم

عقلی دلیل اس دعوی پر وہی ہے جو دعوی دوم پر پیش کی گئی ہے کہ یہ دعوی اس یقین کا لازمہ ہے جسکو عید کا چاند نظر آتا ہے وہ کیونکر اور کب تک اُس کو چہپا سکتا ہے - اور وہ کسی اور دلیل وشہادت کا کب محتاج رہتا ہے -

نقلی دلیل

خدا تعالے نے قرآن مجید مین اولیا، غیر انبیاء، کا اپنے الہامات پر بلا انتظار وحصول توافق اور دلیل کے عمل کر لینا مقام مدح مین ذکر فرمایا ہے - چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۵ مین صفحہ ۲۰۲ موسی علیہ السلام کی والدہ اور حضرت

خضر علیہ السلام کا اپنے الہامات پر بلا توقف و انتظار عمل کرنا (جیتے بچہ کو صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈالدینا - اور چلتی کشتی کو پہاڑ دینا - بے گناہ لڑکے کو مار ڈالنا گرتی ہوئی دیوار کو بلا عوض کہڑا کر دینا) منقول ہو چکا ہے - اور اسکا خلاف کسی آیتہ قرآنی یا حدیث نبوی مین پایا نہین گیا - یعنی کسی آیت و حدیث مین یہ نہین آیا کہ جب تک ولی اپنے الہام کی تائید و موافقت کتاب آسمانی مین نہ پائے اس الہام پر عمل نکرے قرآن و حدیث سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امر خلاف کتاب و سنت ہو اُسپر عمل نکیا جاوے - پہر اس زمانہ مین ملہم کو اپنے الہام کے موافق عمل یا دعوے (جسکو شریعت و کتاب آسمانی منع نکرے) کیون ناجائز ہے -

سوال

ہماری اس دلیل پر ایک الہامی مولوی صاحب (جو اپنے اور اپنے خاندان کی الہامات لوگون کو سناتے ہین اور مولف کے الہامات پر معترض ہین) نے زبانی یہہ سوال کیا کہ حضرت موسی کی والدہ یا خضر علیہ السلام کے الہام پر اولیا، امت محمدیہ کا قیاس قیاس مع الفارق ہے - حضرت موسی کی دعوت و نبوت عام نہ تہی صرف بنی اسرائیل سے مخصوص تہی اسلئے حضرت خضر نے بلا توقف و انتظار اپنے الہامات پر عمل کر لیا - حضرت موسی علیہ السلام نے انکی کتاب توراۃ سے اجازت و توافق حاصل کرنیکا کچہہ لحاظ نفرمایا - حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کا اپنے الہام پر عمل کر لینے کی نسبت انہون نے کچہہ نہین فرمایا شاید اسکی نسبت کوئی یہ کہے کہ اسوقت کوئی نبی نہ تہا جس کی کتاب سے حضرت موسی کی والدہ اپنے الہامات کا توافق حاصل کرتین - اور اگر کوئی نبی (حضرت شعیب وغیرہ) اسوقت موجود تہا تو اسکی دعوت بہی عام نہ تہی - اور اسوقت کے اولیا ایسے نبی کی امت مین ہین جسکی دعوت عام ہے - کوئی ولی یا الہامی انکی اتباع سے مستغنی نہین ہے پہر انکے حال کا قیاس

حضرت خضر و ادر موسی علیہ السلام کے حال پر کیونکر ہو سکتا ہے ۔

الجواب

اس فارق کو ہم مانتے ہین اور اسکی رعایت پہلے ہی اپنے دعاوی مین کر چکے ہین جبکہ ولی کے حق مین الہام پر یقین وعمل کرنے کے لئے یہہ شرط لگا چکے ہین کہ وہ اس الہام کا مخالف کتاب نہونا دیکھ لے اور جب تک اس کا کتاب اللہ وشریعت محمدیہ کے مخالف نہونا ثابت نہو وہ اس پر یقین وعمل کرنے کا مجاز نہین ہے ۔

ولیکن اس فارق سے یہہ نہین نکلتا کہ ولی امت محمدیہ اپنے الہام کا توافق بہی ضرور کتاب اللہ وشریعت سے ثابت کرے اور جب تک صریح شہادت وموافقت الہام کتاب اللہ وشریعت مین نہ پاوے اس الہام پہ یقین نکرے یہ امر نہ اس فارق کا لازمہ ہے نہ اس پر کوئی دلیل کتاب وسنت مین موجود ہی بلکہ کتاب وسنت وعمل اکابر امت سے اسکا خلاف ثابت اور بخوبی محقق ہے کہ ولی کو اپنے الہامات کا توافق اور کتاب اللہ مین اس کی صریح شہادت دیکھنا ضروری نہین ہے ۔

کتاب وسنت مین وہ **دلائل** اس ضرورت حصول توافق کو اٹھاتی مین جنسی برائۃ اصلیہ ثابت ہوتی ہے اور یہ بات سمجھہ مین آتی ہے کہ جس امر کو شرع ساکت ہے اسمین ہر ایک کو (الہامی ہو خواہ عامی) آزادی وخود مختاری حاصل ہے (چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۱ مین ان دلائل کی کافی تفصیل ہو چکی ہے جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے) ۔

عمل اکابر امت کتب اسلامیہ مین موجود ہے ۔ پرانے اور نئے ملہمین اپنے الہامات پر عمل و یقین کرنے کے وقت توافق وصریح شہادت کتاب اللہ کو

ندیکہتے صرف اتنا دیکھ لیتے تہے کہ یہہ الہام مخالف کتاب اللہ تو نہین ہو اسکی مثال ہم سر دست ایک پیش کرتے ہین جس کی تخریج روایت نمبر ۷ جلد ۷ مین بصفحہ ۲۰۶ ہو چکی ہے ۔

حضرت عمر فاروق کو جب الہام ہوا تہا ۔ کہ ساریہ سپہ سالار فوج بے موقع کہڑا ہوا ہے تو آپ نے کسی آیت یا حدیث سے اس الہام کا توافق نہ دیکہا (اور نہ کوئی آیت یا حدیث جسمین ساریہ کے بے موقع کہڑا ہونے کی پیش گوئی مروی ہو ایسے موجود ہے جس سے اس الہام کا توافق ممکن ہو) بلکہ اس الہام پر صرف اس نظر سے کہ وہ مخالف کتاب اللہ نہ تہا فوراً یقین کر لیا اور اسی موقع الہام پر عین اثناء خطبہ جمعہ مین کہدیا "یا ساریۃ الجبل" یعنی اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے جو لوگ ہماری اس بات کو غلط کہین وہ براہ مہربانی ہم کو کسی آیت یا حدیث کی (جسمین اس واقعہ کی بطور پیشین گوئی خبر آچکی ہو اور اس سے اس الہام عمری کا توافق ممکن ہو) نشان دہی کرین ۔

بالجملہ حضرت خضر اور **والدہ حضرت موسیٰ کا الہام** اور اولیاء **امت محمدیہ کا الہام** باوجود اس فرق کے کہ وہ دونو شریعت کسی نبی کے تابع نہ تہے اور اولیاء امت محمدیہ شریعت محمدیہ کے تابع ہین (لہذا وہ دونو اپنے الہامات کو اور دلیل پر عرض کرنے کے محتاج نہ تہے اور اولیاء امت محمدیہ اپنے الہام کو شریعت محمدیہ پر عرض کرنے کے محتاج ہین ۔ **اس حکم مین برابر ہین** کہ ان پر عمل و یقین کرنے کے لئے **صریح شہادت** و توافق شریعت کی ضرورت نہین ہے ۔

اسپر **مولوی صاحب** موصوف نے یہ **سوال** کیا کہ الہام اولیاء امت محمدیہ کو کتاب اللہ و شریعت پر عرض (پیش) کرنا اور اُسکا مخالف شریعت نہونا ضروری اور شرط عمل و یقین ہے تو بہی الہام قطعی و یقینی نہ رہا ۔ کتاب اللہ پر عرض کرکے اسکا

ی نفی کتاب اللہ ہونا ثابت ہوئی تب ہی ملہم کو اس پر یقین کرنا شرعاً جائز ہوسکتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حصول یقین اور امر ہے اور شرعاً اُسکا جواز اور امر۔ کتاب اللہ و شریعت پر عرض الہام سے صرف اس یقین کا جواز شرعی ثابت ہوتا ہے۔ نفس یقین تو نفس الہام سے ثابت ہوجاتا ہے اُس یقین کے حصول کے لئے تو اسکو کتاب اللہ پر عرض کرنا اور اسکا عدم تخالف ثابت کرنا ہرگز ضروری نہین یہہ عرض و تحقیق عدم تخالف تو صرف اس یقین کو شرعاً جائز بنانے کے لئے ہے۔ وبس۔

اسکی نظیر وہ سونے کا ٹکڑا ہے جسکو ایک شخص نے کسی کان سے پایا ہے یا وہ موتی یکتا جو دریا مین غوطہ لگانے سے اسکے ہاتھ مین آیا ہے۔ اس سونے یا موتی کے حصول کا تو اسکو کامل یقین ہوتا ہے جس مین وہ کسی ثبوت و شہادت کا طالب نہین رہتا۔ معہذا وہ اس زمین کے بادشاہ سے سونا یا موتی دکہاکر پوچہتا ہے کہ اسے کام مین لانے کی آپ مجہے اجازت دیتے ہین اور مین اس فعل مین آپ کی اطاعت سے خارج اور آزاد تو متصور نہونگا۔ اس عرض اور طلب اجازت کے وقت کوئی اس شخص کی نسبت یہ نہین کہہ سکتا کہ اُس شخص کو اس سونے یا موتی کے حصول کی نسبت یقین نہین ہے یقین ہوتا تو وہ اسی بادشاہ کو کیون دکہاتا اور اُس سے اس کے صرف کرنے کی اجازت کیون مانگتا۔

اس نظیر کو پڑہکر امید ہے کسیکو (بشرطیکہ وہ فہم و انصاف سے کچہہ بہرہ رکہتا ہو) اسمین شک نہ ہوگا کہ اولیاء اللہ کو یقین تو نفس الہام سے ہوجاتا ہے۔ شریعت پر اسکا عرض کرنا اور اسکی عدم مخالفت ثابت کرنا اس یقین کو صرف

شرعی بناتا ہے اسکی حقیقت و اصلیت کو نہین بدلتا۔ اور نہ بڑہاتا ہے۔

حکم عرض الہام سی اسکی ظنیت نکالنے والونکی منشا غلطی کا بیان

جو لوگ الہام کو کتاب اللہ پر عرض کرنے کے حکم سے اُسکا ظنی ہونا نکالتے ہین **وہ یہ خیال** کرتے کہ الہام غیر نبی مین وسوسہ شیطانی کا احتمال ہے تب ہی ملہم اسکو کتاب اللہ پر عرض کرکے یہہ دیکھتا ہے کہ وہ مخالف کتاب اللہ اور وسوسہ شیطانی تو نہین؟ اس مین یہہ احتمال نہوتا تو اُسکو کتاب اللہ پر عرض کرکے اُسکا مخالف کتاب اللہ نہونا کیون دیکھتا۔

اور اس **خیال** سے شاید وہ ہمارے پیش کردہ نظیر کا نظیر الہام ہونا تسلیم نکرین اور الہام غیر نبی کو اس سونے کی نظیر قرار دین۔ جو کسی راستہ سے کوئی پائے اور اُسکے سونے یا پیتل ہونے مین متردد ہوکر صراف سے پوچھے کہ یہ پیتل تو نہین ہے؟ مگر یہ انکی **غلطی ہے**۔ ہمارے اصول پر اس الہام مین (جسکو ہمنے قطعی کہا ہے) گو شروع مین قبل استحکام و استقرار الہام وسوسہ کا احتمال ہے اور اسوقت اسکو ظنی کہا جا سکتا ہے مگر جب اسکا قیام و استقرار ہو جاتا ہے تب ملہم کے دل مین اسکا یقین کوٹ کوٹ کر بہرا جاتا ہے اور اُس مین وسوسہ شیطانی کا احتمال نہین رہتا۔ اور نہ اسوقت اُس کو ظنی کہا جا سکتا ہے اُسوقت اسکا عرض کتاب اللہ پر محض ادب و تعظیم و اظہار متابعت شریعت کے لئے ہوتا ہے نہ اس خیال و احتمال سی کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف تو نہین ہی؟ اسحالت مین وہ کتاب اللہ کی مخالف ہو ہی نہین سکتا۔ لہذا وہ اس سونیکے نظیر نہین بن سکتا جسکو کسی نے راستہ سی پایا ہو اور اُسکی سونے اور پیتل ہونے مین اسکو تردد ہو۔ اور اس تردد کی سبب وہ صرافون کو دکہاتا پہرتا ہو اسحالت مین تو وہ اُسی

64

خالص سونے کی (جو کان سے لیا گیا ہو) یا اوس دُرِّ یتیم کی (جو دریا مین غوطہ لگانے سے ہاتھ آیا ہو) نظیر ہے جس کے سونے اور موتی ہونے مین یا بندہ کو کوئی شک نہین ہوتا اور بادشاہ وقت سے وہ اسکے کام لانیکی اجازت صرف اس کی بادشاہی کے ادب کے خیال سے حاصل کرتا ہے

دلائل دعویٰ چہارم

اس دعویٰ کے دلائل عقلیہ و نقلیہ وہی دلائل ہین جو دعویٰ سوم کے ثبوت مین پیش ہو چکے ہین۔ اون دلائل سے الہام پر یقین و عمل کرنیکا جواز شرعاً و عقلاً ثابت ہو چکا تو پھر اس الہام کے دلیل شرعی ہونے مین کیا شک رہا۔

اس مقام مین ہم اس الہام کے دلیل ہونے کے متعلق تین امر اور بیان کرنا چاہتے ہین **اوّل** یہ کہ یہ الہام دلیل ہے تو پھر اسکو دلیل شرعی کیون اور کس معنے کر نہین کہا جاتا **دوم** یہ کہ اسکے دلیل ہونے پر اتفاق نہین (اختلاف ہے) تو پھر اسکا کیا اعتبار ہے۔ **سوم** یہ کہ اسکے دلیل ہونہین اختلاف ہے تو جانبین اختلاف مین کون لوگ ہین قائل کون اور منکر کون۔

۱۔ الہا

بیان امر اوّل

اسکو دلیل شرعی نہ کہنا اس معنے کر اور اسلئے ہے کہ الہام غیر نبی ملہم کے سوا اَور لوگون کے لئے شرع کی طرف سے دلیل نہین ہے اور اسپر عام خلائق کو عمل کرنا واجب اور بعض اوقات مین جائز نہین ہوتا۔ اسکا شرعی دلیل ہونا اور صاحب الہام کا اتباع عام خلایق پر واجب ہونا نہ خود اس الہام سے ثابت ہے

نہ اوسپر کوئی اور دلیل قایم ہے لہذا اسکو نہ سنت یا شرع جو شارع عام کا نام ہے نہین کہا جا سکتا۔

بیان امر دوم

اس الہام کے متفق علیہ نہ ہونے سے اسکا بے اعتبار ہونا اسلئے ثابت نہین ہوتا کہ اعتبار کا مدار اتفاق پر نہین ہے یہ ہو تو کوئی امر اختلافی لایق اعتبار نہ ہوے حالانکہ مسائل دین اسلام کا حصہ اختلافی حصہ اتفاقی سے بڑھکر ہے اور ہر ایک فریق اس حصہ اختلافی کو معتبر اور قابل عمل سمجھتا ہے۔ دور نجاؤ ادلہ اربعہ مین انحصار دلائل شرعیہ کے مسئلہ ہی کو دیکھلو۔ کیا یہ چارون دلیلین **اتفاقی** دلیلین ہین؟ ہرگز **نہین** ان مین دو دلیلین کتاب اللہ وسنت تو اتفاقی دلیلین ہین اور دو باقی اجماع وقیاس اختلافی ہین **اجماع** مین **اوّلاً** یہ **اختلاف** ہے کہ یہ ممکن یعنی ہو بھی سکتا ہے یا نہین بعضے اسکے امکان ہی کو نہین مانتے پھر امکان کو ماننے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ اسکا علم ہو سکتا ہے یا نہین ایک جماعت امکان علم کے بھی منکر ہین **امام فخرالدین** رازی نے کتاب **محصول** مین یہ اختلاف بیان کرکے فرمایا ہے کہ انصاف یہی ہے کہ

والانصاف انہ لا طریق لنا الی	اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مومنین اہل
معرفۃ حصول الاجماع الا فی	اجماع بہت تھوڑے تھے اور ان
زمان الصحابۃ حیث کان المومنون	سب کی معرفت تفصیلی ممکن تھی
قلیلین یمکن معرفتہم باسرہم	اور زمانہ کے اجماعون کے حصول علم
علی التفصیل (محصول [illegible])	کی کوئی سبیل نہین۔

اسی کے مطابق کتاب حصول الامول مین ہے جو کتاب

ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے اس مین کہا ہے جو یہ دعوے کرے

ومن ادعی انہ یمکن الناقل للاجماع معرفۃ کل من یعتبر فیہ من علماء الدنیا فقد اسرف فی الدعوی وجازف فی القول ورحم اللہ الامام احمد بن حنبل فانہ قال من ادعی وجود الاجماع فھو کاذب وجعل الاصفھانی الخلاف فی غیر اجماع الصحابۃ وقال الحق تعذر الاطلاع علی الاجماع لا اجماع الصحابۃ حیث کانوا فی قلۃ واما الآن وبعد انتشار الاسلام وکثرۃ العلماء فلا مطمع للعلم بہ (حصول المامول)

کہ ناقل اجماع ان سب علما دنیا کی (جو اجماع مین معتبر ہین) معرفت پر قادر ہے وہ اس دعوی مین حد سے نکل گیا اور جو کچھ اس نے کہا اٹکل سے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ انھون نے صاف فرما دیا ہے کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے* اصفہانی نے اس اختلاف کا محل اجماع صحابہ کے سوا اور اجماعون کو ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے کہ حق یہی ہے کہ اجماع پر اطلاع مشکل ہے ان صحابہ کے اجماع پر مشکل نہین کیونکہ وہ تھوڑے لوگ تھے اور اسلام پھیل جانے اور علماء اہل اجماع کے بڑھ جانے کے بعد تو علم اجماع کی کوئی طمع نہین ہو سکتی۔

پھر اس امکان علم اجماع کو تسلیم کرنے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ اس علم کا پچھلے زمانے کے لوگون تک منقول ہونا ممکن ہے یا نہین

---

* امام احمد کا یہ قول مسلم وغیرہ مین بھی منقول ہے اگرچہ مسلم مین اس کی اور تاویل کی ہے +

ایک جماعت اسکے قائل ہین کہ یہ نقل متواتر سے ناممکن ہے اور اخبار احاد سے ہو تو اسکا اعتبار نہین پھر ان سب باتون (امکان اجماع۔ امکان علم۔ امکان نقل) کو ماننے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ وہ اجماع شرعی دلیل ہے یا نہین بعض لوگ قائل ہین کہ وہ دلیل شرعی نہین امام احمد **بن حنبل** اور **داؤد ظاہری** وغیرہ اسکے قائل ہین کہ صرف اجماع صحابہ دلیل ہے۔ حصول المامول مین ہے اجماع کا حجت (دلیل) ہونا اجماع صحابہ سے مخصوص ہے۔ یہی امام ابن حبان کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے اور یہی امام احمد سے مشہور ہے۔

> وذهب داؤد الظاهری الی اختصاص حجیة الاجماع باجماع الصحابة وهو ظاهر کلام ابن حبان فی صحیحه وهذا هو المشهور عن الامام احمد (حصول)

پھر اس اجماع کو حجت و دلیل ماننے والے اس مین مختلف ہین کہ وہ حجت قطعی ہے یا ظنی۔ ایک جماعت (صیرفی ابن برہان دبوسی وغیرہ) اس کو قطعی کہتے ہین۔ ایک جماعت (امام رازی آمدی وغیرہ) ظنی کہتے ہین۔ بعض (بزدوی وغیرہ حنفی) اس مین تفصیل کرتے ہین۔ اجماع صحابہ کو قطعی کہتے ہین۔ باقی اجماعون کو ظنی۔ ان مذاہب کی تفصیل بھی **حصول المامول و ارشاد الفحول** وغیرہ مین ہے۔

امام رازی اپنے مذہب کی تائید مین فرماتے" ہین۔ کہ تعجب کی بات ہے کہ فقہاء اجماع کا حجت ہونا عموم آیات و احادیث سے ثابت کرتے ہین اور اس بات پر بھی انکا اجماع ہے کہ جو بات عمومات سے ثابت ہو

> والعجب من الفقهاء انهم اثبتوا الاجماع بعمومات الآیات والاخبار واجمعوا علی ان المنکر لما تدل علیه العمومات لایکفر

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ولا یفسق اذا کان ذلك الانکار بتاویل ثم یقولون الحکم الذی دل علیه الاجماع مقطوع ومخالفه کافر فاسق فکانهم قد جعلوا الفرع اقوی من الاصل وذلك غفلة عظیمة (محصول)

اسکا منکر کافر نہین ہوتا اور نہ فاسق ہوتا ہے اگر وہ بتاویل منکر ہو۔ پھر یہ بھی کہتے ہین کہ جو حکم اجماع سے ثابت ہو اسکا منکر کافر ہے اسمین اونھون نے فرع کو (یعنے حکم قطعیت اجماع) کو اصل سے (یعنے اُن دلائل عموم سے جن سے قطعیت ثابت کرتے ہین) قوی بنا دیا۔ یہہ ان کی بڑی غفلت ہے۔

اسی **قسم** کے اور **اختلاف** اجماع کے متعلق اہل اسلام خصوصاً **اہلسنت** مین پائے جاتے ہین۔

ایسا ہی **قیاس** کی نسبت ان کا اختلاف ہے بڑے بڑے صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین اسکے حجت ودلیل ہونے کو نہین مانتے اسکے سوید **اقاویل صحابہ** وتابعین باسے **ضمیمہ اخبار سفیر ہند** نمبر ۱۵ بابت ۱۸۸۴ء مین منقول ہو چکے ہین ہم ان کا اعادہ نہین کرتے وہ ضمیمہ ناظرین شائقین تحقیق طلب فرما کر ملاحظہ مین لائین گے تو حظ اوٹھائین گے۔

پھر جب اختلاف کے سبب اکثر مسائل شرعیہ خصوصاً ادلہ اربعہ مین حصر دلائل شرعیہ کا مسئلہ لائق اعتبار نہوے تو اختلاف کے سبب **الہام** کیونکر لائق اعتبار ہو سکتا ہے۔

اس بیان سے یہ بھی **ثابت** ہوا کہ جو لوگ ادلہ شرعیہ کا حصر چار دلائل مین کرتے ہین وہ غلطی پر ہین۔ یہ حصر نہ اتفاقی دلائل کی نظر سے صحیح ہو سکتا ہے نہ اختلافی کی نظر سے۔ اتفاقی دلائل کی نظر سے اس کا غلط ہونا تو ابھی معلوم ہوا

امر ثابت ہو چکا کہ اتفاقی دلائل صرف دو ہین نہ چار۔ اختلافی دلائل کی شمولیت کے لحاظ سے یہ دعوے حصر اس لئے غلط ہے کہ اختلافی دلائل ان چارون کے سوا اور بھی ہین استحسان٭۔ استصحاب استقرار۔ شرائع سابقین۔ مصالحہ مرسلہ۔ قول صحابی وغیرہ۔

کتاب **مسلم الثبوت** مین لکہا ہے ان چارون دلیلون (کتاب و سنت و اجماع و قیاس) پر تو چارون امام (امام ابو حنیفہ رح امام شافعی رح امام مالک رح امام احمد رح) کو اتفاق ہے۔ بعض دلائل مین (جن کا ذکر پہلے ہی ہو چکا) اختلاف ہے از انجملہ شرائع سابقین ہین اور استحسان اور مصالحہ مرسلہ اور قول صحابی۔ اور از انجملہ تلاش کے بعد دلیل کا پایا جانا ہے اسکو بعض شافعی عدم حکم پر دلیل سمجھتے ہین۔ اور حق یہ ہے کہ وہ دلیل نہین ہے مگر شریعت کی شہادت سے یعنے شریعت خود بتاتی ہے کہ جس چیز سے شرع ساکت ہے وہ بحکم اباحۃ اصلیہ مباح و معاف ہے اور از انجملہ کم سے کم کو لے لینا ہے

> للادلة علے الاربعة اتفاق واختلف في امور وتقدم منها شرائع من قبلنا والاستحسان والمصالح المرسلة وقول الصحابي ومنها عدم الدليل بعد الفحص اختاره بعض الشافعية والحق انه ليس بدليل الا بالشرع ومنها الاخذ باقل ما قيل اخذ به الشافعي والحق انه ترجيح للاخذ بالاصل في تعارض الاشباه ومنها الاستقراء اختاره البيضاوي والحق انه لا يدل علے حكم الله الا اذا دل علے وصف جامع تدبر ومنها الاستصحاب وهو

٭ ان الفاظ کی تشریح ضمیمہ اشاعۃ السنۃ جلد ۸ مین ہوگی انشاء اللہ تعالے

حجة عند الشافعية وطائفة من الحنفية منهم ابو منصور مطلقاً وعند ابی زید وشمس الائمة وفخر الاسلام للدفع فقط ونفاه منهم المتكلمون وهو المختار۔ (مسلم الثبوت)

67

اسکو امام شافعی نے حجت ٹھہرایا ہے اور حق یہ ہے کہ وہ ترجیح ہے جب تعارض کے وقت اصل کو لے لینا اور از انجملہ استقرا ہے اس کو بیضاوی نے اختیار کیا ہے اور حق یہ ہے کہ وہ حکم آلہی پر دلیل نہین ہوسکتا جب تک کہ وہ کسی وصف جامع کو ثابت نہ کرے اور از انجملہ استصحاب ہے وہ شافعی کے نزدیک اور حنفیون مین ایک جماعت کے نزدیک حجت ہے ابوزید وغیرہ اسکو صرف مدافعت کے لئے حجت سمجھتے ہین اور اکثر لوگ متکلمین وغیرہ اسکو حجت نہین سمجھتے ۔

بیان امر سوم

الہام یا کشف غیر نبی کے منکر حجیت متکلمین اور اصولی ہین ۔ اور اسکے حجت (دلیل) ہونے کی قائل بعض محدث و صوفی اس مقام مین ان صوفیون اور محدثون کے اقوال نقل کئے جاتے ہین جو اس الہام و کشف کو حجت جانتے ہین اور اس سے کام لیتے ہین ۔

از انجملہ عبد الوہاب شعرانی ہین جو میزان کبریٰ مین اہل کشف و الہام کے لئے کشف الہام سے دلائل احکام پر مطلع ہونیکے مدعی ہین چنانچہ بصفحہ ۱۲ کتاب میزان کے فرماتے ہین ۔ خدا تعالےٰ نے مجھے بطریق ۱۲

وقد اطلعنی اللہ تعالےٰ من طریق الالہام علی دلیل لقول الامام

الہام امام داؤد ظاہری کے اس مسئلہ کے کہ چھوٹی لڑکی کو ہاتھ

داؤد الظاہری بنقض الطہارۃ بلمس الصغیرۃ التی لا تشتہی	لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے مطلع کیا پھر اسکو بتفصیل بیان فرمایا۔

اور صفحہ ۱۳ فرمایا ہے کہ صاحب کشف مقام یقین مین مجتہدین کے

وصاحب ہذا الکشف قد ساوی المجتہدین فی مقام الیقین وربما زاد علی بعضہم لاغتراف علمہ من عین الشریعۃ ولا یحتاج الی تحصیل آلات الاجتہاد التی ہی شروط فی حق المجتہد فحکمہ حکم الجاہل بطریق البحر اذا ورد مع عالم بہا لیملاء سقاءہ منہ فلا فرق بین الماء الذی یاخذہ العالم ولا بین الماء الذی یاخذہ الجاہل۔	مساوی ہوتا ہے اور کبھی بعض مجتہدین سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ وہ اسی چشمہ سے جس سے شریعت نکلتی ہے چلو بھرتا ہے اور وہ اسباب (علوم) اجتہاد کا جو مجتہدون کے حق مین شرط ٹھرائی گئی ہین محتاج نہین ہے اسکا حال دریا کی راستہ سے ناواقف کا سا ہے جو کسی راستہ جاننے والے کے ہمراہ دریا پر پانی لینے کو پہنچ جاتا ہے اسکے پانی مین اور جاننے والے کے لئے ہوئے پانی مین کچھ فرق نہین

پھر اسی صفحہ مین اسپر یہ سوال کیا ہے کہ پھر عُلما نے اُس مسئلہ پر جو

فان قلت فلای شئ لم یوجب العلماء باللہ تعالے العمل بما اخذہ العالم من طریق الکشف مع کونہ ملحقا بالنصوص فی الصحۃ عند	کسی نے کشف سے لیا ہو عمل کرنے کو کیون واجب نہین ٹھرایا باوجودیکہ وہ بعض لوگون کے نزدیک صحت مین (آیۃ وحدیث) کے مثل ہے پھر اسکا یہ جواب دیا ہے کہ اس پر

بعضهم فالجواب بليس عدم ايجاب العلماء
العمل بعلوم الكشف من حيث ضعفها و
نقصها عما اخذه العالم من طريق النقل
الظاهر وانما ذلك للاستغناء عن عده
فى الموجبات بصرائح ادلة الكتاب والسنة
عند القطع بصحته اى ذلك الكشف فانه
حينئذ لا يكون الا موافقا لها اما عند
عدم القطع بصحته فمن حيث عدم
عصمة الآخذ لذلك العلم فقد يكون دخل
كشفه التلبيس من ابليس فان الله تعالى
قد اقدر ابليس كما قال الغزالى وغيره*
على ان يقيم للكاشف صورة المحل الذى
ياخذ علمه منه من سماء او عرش او كرسى
او قلم او لوح فربما ظن المكاشف ان
ذلك العلم عن الله فاخذ به فضل واضل
فمن هنا اوجبوا على المكاشف انه يعرض
ما اخذه من العلم من طريق كشفه على
الكتاب والسنة قبل العمل به فان وافق
فذاك والا حرم عليه العمل به فعلم ان من

عمل واجب نہ کرنا اسلئے نہیں ہے کہ جو مسئلہ کشف
سے لیا جاتا ہے وہ اس مسئلہ سے جو ظاہری
نقل سے لیا جاوے کچھ کم رتبہ اور ضعیف ہے
بلکہ اسلئے ہے کہ صریح دلائل کتاب و سنت
کے ہوتے اسکو دلیل موجب عمل ٹھہرانیکی
حاجت نہیں کیونکہ کشف جبکہ اسکی صحت کا
یقین ہو* کتاب اللہ کے موافق ہی ہوتا ہے۔ اور جب
اسکی صحت کا یقین نہ ہو* تو اس وجہ سے کہ
صاحب کشف معصوم نہیں ہے* اس میں
دخل شیطانی کا احتمال ہے کیونکہ خدا تعالی نے
ابلیس کو جیسا کہ امام غزالی وغیرہ نے کہا ہے قدرت*
دی ہے کہ وہ صاحب کشف کو اسکی محل کشف کی
(جس سے وہ علم اخذ کرتا ہے) صورت آسمان یا عرش
یا کرسی یا قلم یا لوح کی سی بنا کر دکھلاوے پس وہ
اسکو خدا کیطرف سے سمجھ لیتا ہے اور خود گمراہ
ہوتا ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔ اسی نظر سے
علماء نے صاحب کشف پر اس امر کو واجب ٹھہرایا ہے
کہ وہ قبل عمل اسکو کتاب و سنت پر پیش کرے پس
اگر موافق پاوے تو اسپر عمل کرے ورنہ اسپر عمل کرنا

---

* اسی مسئلہ [illegible] صفحہ (۱۹۶) بیان کی [illegible] ** [illegible]
[illegible]
[illegible]

اخذ علمہ من غیر الشریعۃ من غیر تلبیس فی طریق کشفہ فلا یصح منہ الرجوع عند ابداً ما عاش۔	اسپر حرام ہے اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اپنا علم شریعت کے سوا اللہ سے بذریعہ (الہام و کشف) سے لے اور اس میں تلبیس کا دخل نہو تو اس سے وہ کبھی نہ پھرے جب تک زندہ رہے۔

اور اسی میں بصفحہ ٢٠ کہا ہے اہل کشف قیاس کے محتاج نہیں وہ کشف ٢

ومن ھنا یعلم ان اھل الکشف غیر محتاجین الی القیاس لاستغنائھم بالکشف	کے سبب اس سے مستغنی ہیں۔

اور بصفحہ ٣٣ فرمایا ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم اگرچہ محدثین کے ٣٣

قول صحابی

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم وان کان فیہ مقال عند المحدثین فھو صحیح عند اھل الکشف	نزدیک محل کلام ہے پر وہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔

اور بصفحہ ٣٤ کہا ہے ہمارے پاس کوئی دلیل ایسی نہیں جو کلام ٣٤

فانہ ما ثم لنا دلیل واضح یرد اھل الکشف ابداً لا عقلاً ولا نقلاً ولا شرعاً لان الکشف لا یاتی الا مؤیداً بالشریعۃ دائماً	اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی کیونکہ کشف ہمیشہ شریعت سے موید ہوتا ہے۔

اور بصفحہ ٤١ فرمایا ہے کہ بہتیرے اولیاء اللہ سے مشتہر ہو چکا ہے کہ وہ ٤١

وقد اشتھر عن کثیر من الاولیاء الذین ھم دون الائمۃ المجتھدین فی المقام بیقین انھم کانوا یجتمعون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً ویصدقھم اھل عصرھم علی ذلک الی ان ذکر جماعۃ منھم الشیخ جلال الدین السیوطی ثم	آنحضرت صلعم سے اس عالم ارواح میں (بطور کشف) ہم مجلس ہوئے اور ان کے ہمعصروں نے ان کے دعوی کو تسلیم کیا۔ پھر امام شعرانی نے اُن لوگوں کے نام لئے جن میں ایک امام محدث جلال الدین سیوطی ہیں پھر فرمایا

قال ورایت ورقة بخط الشیخ جلال الدین السیوطی عند احد اصحابه وھو الشیخ عبد القادر الشاذلی مراسلة لشخص سأله فی شفاعة عند السلطان قایتبای رحمه الله تعالی اعلم یا اخی اننی قد اجتمعت برسول الله صلی الله علیه وسلم الی وقتی ھذا خمسا وسبعین مرة یقظة ومشافهة ولولا خوفی من احتجابه صلی الله علیه وسلم عنی بسبب دخولی للولاة لطلعت القلعة وشفعت فیك عند السلطان وانی رجل من خدام حدیثه واحتاج الیه فی تصحیح الاحادیث التی ضعفها المحدثون من طریقهم ولا شك ان نفع ذالك ارجح من نفعك انت یا اخی انتھی ویؤید الشیخ جلال الدین فی ذالك ما اشتھر عن سیدی محمد بن زین المادح لرسول الله انه کان یری رسول الله صلعم یقظة ومشافهة ۔ (میزان شعرانی)

نیز ایک ورق شیخ جلال الدین سیوطی کا دستخطی انکے صحبتی شیخ عبد القادر شاذلی کے پاس پایا جو کسی شخص کے نام خط تھا جس نے ان سے بادشاہ وقت کے پاس شفارش کی درخواست کی۔ انہون نے جواب مین کہا کہ مین آنحضرت صلعم کی خدمت مین تصحیح احادیث کے لئے جنکو محدث ضعیف کہتے ہین حاضر ہوا کرتا ہون چنانچہ اسوقت تک پچہتر دفعہ حالت بیداری مین حاضر خدمت ہو چکا ہون مجھے یہہ خوف نہوتا کہ مین بادشاہ وقت کے پاس جانے کے سبب اس حضوری سے رکا جاؤنگا تو قلعہ مین جاتا اور تمہاری شفارش کرتا۔ امام شعرانی فرماتے ہین کہ شیخ جلال الدین کے اثبات کا موید وہ واقع ہے جو سید محمد بن زین سے مشتہر ہے وہ آنحضرت صلعم کی زیارت سے بیداری مین مشرف ہوتے جب حج کو جاتے پھر اسکو مفصل ذکر کیا۔

اور ازانجملہ شیخ محی الدین ابن عربی ہین جو فتوحات مکیہ مین ایک تمام باب اس مضمون کا کہ اہل ولایت ذریعہ کشف آنحضرت سے دیکھا در حقیقت

ان احدهم اذا احتاج فی واقعة او سوال عن حدیث رای النبی صلی الله علیه وسلم فینزل علیه جبریل علیه السلام فیساله عما احتاج الیه الولی فیجیبه النبی صلی الله علیه وسلم ویسمع هذا الولی فیعی ما قال صلی الله علیه وسلم قال وهذا کما سال جبرئیل علیه السلام عن الایمان و شرائع الاسلام فاجابه صلی الله علیه وسلم ووعوه قال ونصحح من هذا الطریق احادیث النبی صلی الله علیه وسلم فرب حدیث صحیح عند اهل الفن لا یثبت عندنا من هذا الطریق ورب موضوع عندهم یصح بقوله صلی الله علیه وسلم هذا الحدیث قلته۔

(فتوحات)

مین" مقرر کہکے فرماتے ہین ان مین سے جب کسی کو کسی واقعہ مین حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرتؐ کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے ہین۔ اور آنحضرتؐ جبرئیل عؑ سے وہ مسئلہ (جسکی ولی کو حاجت ہوتی ہے) پوچھکر اس ولی کو بتاتے ہین جس کو ولی سنتا ہے اور یاد کر لیتا ہے جیسے آنحضرت سے جبرئیل نے ایمان و اسلام کا سوال کیا تھا اور آنحضرت نے اسکا جواب دیا تھا اور صحابہ نے یاد کر لیا تھا۔ شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے ہم اس طریق سے آنحضرتؐ سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہین بہتیری حدیثین ایسی ہین جو اس فن کے لوگون کے نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین اور بہتیری حدیثین انکے نزدیک موضوع ہین۔ اور آنحضرت کے قول سے (بذریعہ کشف) صحیح ہو جاتی ہین۔

اس قسم کے مسائل و احادیث جنکی تصحیح ابن عربی نے آنحضرت سے کرائی ہے فتوحات مین بہت مذکور ہین جیسے حدیث رفع یدین بوقت انتقالات نماز اور دعاء ختم صحیح بخاری اور حدیث وقوع طلاق ثلث وغیرہ۔

اور فتوحات مکیہ مین یہہ بھی فرمایا ہے کہ اہل ذکر و خلوت پر وہ علوم

لدنیہ کہلاتے ہین جو اہل نظر و استدلال کو حاصل نہین ہوتے۔ اور یہہ علوم لدنیہ اور اسرار و معارف انبیار اور اولیار سے مخصوص ہین اور **جنید بغدادی** سے نقل کیا ہے کہ انہون نے تیس سال اس درجہ مین رہکر یہ رتبہ حاصل کیا ہے۔ **ابو یزید بسطامی** سے نقل کیا ہے کہ تم (علمار ظاہر) نے علم مردون سے لیا ہے ہمنے خداوند قائم سے (ان مضمونکی اصل عبارت فتوحات اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۲ مین نقل ہوچکی ہے۔

اور ازانجملہ امام غزالی ہین انکا قول مثبت الہام بہی اُسی نمبر ۵ اشاعۃ السنۃ مین نقل ہوچکا ہے۔

اور ازانجملہ رئیس محدثین ہند حضرت **شاہ ولی اللہ قدس سرہ** ہین جو اپنی متعدد تصانیف مین الہام و کشف پر اعتماد اور اس سے استشہاد کئے ہین۔ آپ نے رسالہ **درثمین فی مبشرات النبی الامین** اور رسالہ **انتباہ فی سلاسل اولیار اللہ** مین بسند متصل شیخ محمد بن عبدالرحمن الخطاب شارح مختصر خلیل سے روایت کیا ہے کہ انہون نے کہا ہم عارف باللہ شیخ عبدالمعطی تونسی کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کے لئے گئے جب ہم آنحضرت کے روضہ کے قریب ہوئے تو پا پیادہ ہو لئے پس شیخ عبدالمعطی چند قدم چلتے اور پہر کہڑے ہوجاتے یہانتک کہ روضہ مبارک کے سامنے کہڑے ہوگئے اور کچہہ بولے جسکو ہم نہ سمجہے جب ہم وہان سے پہرے تو ہم نے اُن سے

الحدیث الثالث والثلثون، اخبرنی الشیخ ابو طاہر قال اخبرنا الشیخ احمد النخلی قال اخبرنا شیخنا السید السند احمد بن عبد القادر قال اخبرنا الشیخ جمال القیروانی عن شیخہ الشیخ یحیی الخطاب المالکی قال اخبرنا عمی الشیخ برکات الخطاب عن والدہ عن جدہ الشیخ محمد بن عبدالرحمن

الخطاب شارح مختصر خلیل قال مشینا مع شیخنا العارف باللہ تعالی الشیخ عبد المعطی التونسی لزیارۃ النبی صلعم فلما قربنا من الروضۃ الشریفۃ ترجلنا فجعل الشیخ عبد المعطی یمشی خطوات ویقف حتی وقف تجاہ القبر الشریف فتکلم بکلام لم نفہم فلما انصرفنا سألناہ عن توقفہ فقال کنت اطلب الاذن من رسول ؐ صلعم فی القدوم علیہ فاذا قال لی اقدم قدمت ساعۃ ثم وقفت وھکذا حتی وصلت الیہ فقلت یا رسول ؐ اکلما روی البخاری عنک صحیح فقال صحیح فقلت لہ ارویہ عنک یا رسول اللہ صلعم قال اروہ عنی وقد اجاز الشیخ عبد المعطی نفعنا اللہ تعالی بہ الشیخ محمد الخطاب ان یرویہ عنہ وھکذا کل واحد اجاز من بعدہ واجاز السید احمد بن محمد القادری النخلی ان یرویہ عنہ واجاز النخلی لابی طاھر واجاز ابو طاھر لنا (انتباہ و در ثمین)

توقف کا سبب پوچھا انہون نے فرمایا مین آنحضرت سے حاضر خدمت ہونے کا اذن چاہتا تھا آپ نے فرمایا آ تب مین آگے ہوا پہر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھہ آپ سے امام بخاری نے روایت کیا ہے وہ سب صحیح ہے مین آپکی طرف سے اس کو روایت کرون آپ نے فرمایا ہان صحیح ہے تو میری طرف سے اس کو روایت کر۔

اس حدیث کے روایت کرنے کی اجازت شیخ عبد المعطی نے اپنے شاگرد شیخ محمد خطاب کو دی انہون نے اپنے شاگرد کو ایسا ہی بیچ والون نے یہانتک کہ شیخ ابو طاہر استاذ حضرت شاہ ولی اللہ نے حضرت شاہ ولی اللہ کو۔ اور اپنے رسالہ فیوض الحرمین ایسی باتین جو بذریعہ کشف آپکو آنحضرت سے حاصل ہوئی ہین بہت بیان کی ہین پر انکی تفصیل سے خوف تطویل ہے

اور از انجملہ صاحب دراسات ہین جو اس کتاب کے صفحہ ۳۹ مین فرماتے ہین کہ جو کوتاہ نظرون کو وہم ہوا ہے کہ اجتہاد کا محل اخذ

ومما يتوهمه القاصرون من ان الاجتهاد ماخذه الكتاب والسنة والكشف ليس طريقا للاخذ عنهما فباطل لان الكشف طريق جايزة لاخذ الحديث ومعنى القرآن عن النبي صلى الله عليه وسلم يقظة شفاها وقال صلى الله عليه وسلم في الرؤيا الصالحة ما قال فكيف في الكشف واين الاجتهاد من ذلك فهو اقوى من كل اسباب العلوم بعد الوحي فانه رشح ترشح من بحره والقول بانه لو كان الكشف حجة يسع اتباعها لكان حجج الشريعة خمسة وقد اتفقوا على انها اربعة مردود فانه لم يقع الاتفاق على حجية القياس هو حجة عند القائلين به فكذلك الكشف وان لم يقل بحجيته اهل الظاهر فهو حجة عند اهله بل هو عندهم مما يوجب اليقين كما هو مبسوط

(دراسات صـ ۳۹)

کتاب وسنت ہی ہے اور کشف کو کتاب وسنت سے احکام لینے کی طرف راہ نہیں سو باطل ہے آنحضرتؐ سے حدیث اخذ کرنے اور قرآن کے معنی پوچھنے کے لئے کشف جائز راہ ہے آنحضرتؐ نے سچے خوابوں کے باب میں (جو کشف سے کمتر ہیں) فرمایا ہے جو فرمایا ہے۔ پس کشف کی نسبت آپکا کیا حکم ہوگا اور اجتہاد کا اسکے سامنے کیا رتبہ ہے۔ وہ تو علم کی سبھی دنیاوی (اجتہاد وغیرہ) سے قوی تر ہے کیونکہ وہ اسی وحی کے دریا کا ترشح ہے اور یہ **کہنا** کہ اگر کشف ان دلائل سے ہوتا جنکا اتباع جائز ہے تو چاہئے تھا کہ دلائل شرع پانچ ہوتے حالانکہ انکا اتفاق اسپر ہے کہ وہ دلائل چار ہیں۔ **لائق قبول** نہیں ہے کیونکہ اتفاق ان چار دلیلوں پر بھی نہیں ہوا انمیں سے قیاس پر اتفاق کب پایا گیا ہے۔ ایسا ہی کشف بھی اسکو علماء ظاہر نہیں مانتے تو اسکے اہل تو مانتے ہیں بلکہ وہ انکے نزدیک موجب یقین ہے۔

پھر اس کتاب کے صفحہ ۲۰۹ سے ۲۱۲ تک اثبات حیات [illegible] اور **انوار قدسیہ** اور **طبقات الاولیاء** عبدالوہاب شعرانی و **طبقات الاولیاء** ابن **الملقن** سے اس مضمون کی [illegible] نقلیں [illegible] حضرت

قال ایضا حکی عن بعض الاولیاء انہ حضر مجلس فقیہ فروی ذلک الفقیہ حدیثا فقال لہ الولی ہذا باطل فقال ومن این لک ہذا فقال ہذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقف علی راسک یقول انی لم اقل ہذا الحدیث وکشف اللہ للفقیہ فرای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(دراسات ص ۳۱)

سے احادیث کی صحت دریافت کرنا پایا جاتا ہے ان مین سے ایک ولی سے یہ حکایت نقل کی ہے کہ وہ ایک فقیہ کی مجلس مین حاضر ہوئے اور فقیہ نے ایک حدیث بیان کی تو اس ولی نے کہا یہ حدیث جھوٹی ہے فقیہ نے پوچھا تمنے یہ کہان سے جانا اس ولی نے کہا یہ دیکھ آنحضرت صلعم تیرے سر پر کھڑے فرما رہے ہین کہ یہ حدیث مین نے نہین کہی۔ اسوقت اس فقیہ کو بھی کشف ہوگیا اور اس نے آنحضرت کو کھڑے ہوئے دیکھ لیا۔

اور ازانجملہ **مولانا محمد اسمعیل** ایک سرگروہ اہلحدیث ہین جو کتاب صراط مستقیم مین بصفحہ ۳ فرماتے ہین ہر اہل کار و فطانت و ارباب تحدس و کیاست کہ بلطافت ذہن و صفای قریحہ بمغز این کلام و خلاصہ این مقام رسیدہ باشند پوشیدہ نخواہد ماند کہ صدیق من جملہ انبیا ربیا شدہ و من جملہ محقق در شرائع پس اگر صدیق زکی القلب است رضا و کراہیت حضرت حق در افعال و اقوال مخصوصہ و صحت و بطلان عقائد خاصہ و محمودیت و مذمومیت در اخلاق و ملکات شخصیہ و صلاح و فساد و نظام و اختلال در وقائع و معاملات جزئیہ بنور جبلی خود دریافت مینماید مثلاً بشہادت قلب خود میداند کہ فلان قول مخصوص یا فعل مخصوص مرضی حق است یا غیر مرضی و فلان عقیدہ خاصہ حق است یا باطل و فلان خلق مخصوص محمود است یا مذموم و فلان معاملہ خاصہ کہ فیما بین اہل منزل یا اہل مدینہ منعقد شدہ یا فلان رسم مخصوص کہ در فلان قوم ترویج یافتہ موافق نظام اتم است یا مخالف آن پس احکام این امور مذکورہ را بدو وجہ معلوم میشود یکے بشہادت قلب خود خصوصاً و دیگرے بسبب اندراج او در کلیات شرع عموماً و علم کہ بوجہ اول حاصل شدہ تحقیقی است و ثانی تقلیدی و اگر ذکی العقل است پس نور جبلی او بسوے کلیات حقہ منعقدہ در حظیرۃ القدس کہ برای تربیت نوع انسان موضوع متعین گردیدہ اند رہنمونی میفرماید آن کلیات مہذب من علی مرور الدہور والاعصا

محفوظ میماند و استنباط جزئیات ازان کلیات مے تواند کرد پس علوم کلیہ شرعیہ او بدو واسطہ میرسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام"

اس **خیال** و اعتقاد کے لوگ متقدمین و متاخرین اہل اسلام مین اور بہت ہین۔ ان سب کے اقوال نقل کرنیکی اس مقام مین گنجایش نہین۔ ان چند اقوال منقولہ بالا سے امر سوم کا بیان شافی ہو گیا اور بخوبی ثابت ہوا کہ الہام یا کشف کو حجت و دلیل جاننے والے بہی اکابر اہل اسلام (صوفیہ کرام و محدثین عظام) ہین جیسا کہ اسکی حجیت کے منکر اکابر ہین یہ مسئلہ ایسا نیا اور انوکہا نہین جسکا کوئی قائل نہو۔

یہی جتانا اس امر سوم کے بیان سے ہمارا مقصود تھا اس سے اس امر کا اظہار مقصود نہین ہے کہ ہم خود بہی اس الہام کو حجت و دلیل جانتے ہین اور غیر ملہم کو کسی ملہم (غیر نبی) کے الہام پر عمل کرنا واجب سمجہتے ہین نہین نہین ہرگز نہین ہم صرف کتاب اللہ و سنت کے پیرو ہین اور اسی کو حجت و دستور العمل اور عام راہ جانتے ہین۔ نہ خود الہامی ہین نہ کسی اور کشفی الہامی غیر نبی کے (متقدمین سے ہو خواہ متاخرین سے) متبع و مقلد ہین۔

بیان امر سوم سے امور ثلثہ متعلق دعوی چہارم کا بیان تمام ہوا اور ان چارون دعاوی کے ثبوت سے اس سوال کا جو اعتراض سوم (منجملہ اعتراضات مشترکہ فریقین) کی جواب سے پیدا ہوا تھا جواب پورا ہوا اور خوب محقق ہوا کہ مولف براہین احمدیہ کا اپنے الہام کو اپنے حق مین حجت اور دلیل سمجہنا کوئی نئی اور انوکہی بات نہین ہے۔

اب ہم اس بحث (سوالات و جوابات) **کو ختم کرتے** ہین کیونکہ اس بحث مین اگرچہ صراحۃً و قصداً صرف تین سوالون (منقولہ نمبر ۶) کا جواب دیا گیا ہے مگر تبعاً و ضمناً اور بہت سے اعتراضونکا جواب بہی اسمین ادا ہوا بلکہ غور و تامل سے کام لیا جاوے تو کوئی اعتراض ایسا نہین رہا (یا یون کہو کہ ایسا اعتراض کم ہوگا) جسکا جواب اس بحث سے نکل نہ سکیگا لہذا ہم اب اس بحث کو طول نہین دیتے اور اس **ریویو کا تتمہ** چند امور اور بیان کرتے ہین۔

اول جو سب سے اہم اور اقدم ہے یہ ہے کہ جو کچہہ **ہمنے** الہامات مولف براہین احمدیہ کی **حمایت** اور اعتراضات مخالفین سے انکی برأت مین کہا ہے اسکی بنا (چنانچہ ہمارے الفاظ و قیود جابجا ظاہر ہین) صرف **دو امر** پر ہے **اول** یہ کہ یہ الہامات اور انکی تاویلات حد امکان اور تجویز عقل سے خارج نہین **دوم** یہ کہ وہ شرع کے مخالف نہین اس سے بڑہکر فعلی (یعنی بالفعل) ثبوت و تحقق ان الہامات کی ہمنے شہادت نہین دی اور نہ خصوصیت کے ساتہ کسی خاص و کے

الہامات یا حالات کی کوئی شہادت دے سکتا ہے جب تک کہ اسکو ذاتی تجربہ نہو یا وہ خود ملہم و ولی نہو اور بحکم **ولی را ولی می‌شناسد** اپنی وجدانی شہادت سے اسکے صدق و تحقق کا اسکو یقین نہو ہم کو مولف براہین احمدیہ سے صرف حسن ظنی ہے اسلئے ہم انکو سچا جانتے ہیں اور انکے بیان کو عقل اور شرع کے مخالف نہیں سمجھتے لہذا ہم نے بالفعل اسیقدر امکانی اور تجویزی رائے دی ہے انکے الہامات اور برکات کا ہمکو ذاتی تجربہ و مشاہدہ ہوگا تو آئندہ حصوں کے ریویو میں **فعلی** نبوت کی شہادت و تائید سے بھی دریغ نہو گا ۔

اس **امکانی رائے** سے بھی ہمارا مقصود (چنانچہ ہم پہلے بھی جتا چکے ہیں) مطلق الہام غیر نبی کی تائید ہے جس سے الہام انبیا کی تائید متصور ہے خاصکر مولف براہین احمدیہ کے الہامات کی تائید ہمارا اصلی مقصود نہیں ہے اور نہ ہمکو اسوقت تک مولف براہین سے بجز اخوت اسلامی کوئی خصوصیت ہے ہمکو ان سے کوئی خصوصیت پیدا ہوگی تو خاصکر انکی تائید اور ہی طرز و کیفیت سے عمل میں آویگی انشا الله تعالی ۔

(۳) اس **کتاب** میں جیسے معنوی برکات و عمدہ خصائص ہیں (جو بیان ہو چکے) ایسے ہی اسمیں **چند نقائص** بھی ہیں جنکا بیان اس نظر سے کہ ہم اسپر ریویو لکھ رہے ہیں ہمارا منصبی فرض ہے ۔

(۱) **از انجملہ** یہ کہ اسکی عبارت اردو عمدہ نہیں ہے اسکے بعض محاورات فارسی کے تابع ہیں اور اکثر محاورات اردو غیر فصیح ہیں جیسے لفظ "کہ تا" بجائے "تاکہ" اور لفظ "جو" بجائے "گ" اور لفظ "جو کہ" بجائے "جو" وغیرہ مگر ہم اس نقص میں مولف کو معذور جانتے ہیں کہ پنجاب کے اکثر اہل علم جنکو ہندوستان رہنے کا اتفاق نہیں ہوا اور زبان اردو و تحریرات اخبارات وغیرہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے ایسی ہی لکھتے ہیں

(۲) **از انجملہ** یہ کہ اسمیں تطویل بہت ہے ایک مطلب کئی کئی دفعہ (کبھی نثر میں کبھی نظم میں) ادا کیا گیا ہے جس سے کتاب کا حجم و خرچ طبع بڑھ گیا ہے اسمیں بھی جناب مولف معذور معلوم ہوتے ہیں شاید وجدانی ذوق اور ایمانی جوش انکو اس تکرار پر مجبور کرتا ہے ۔

(۳) **از انجملہ** یہ کہ اسمیں بعض مطالب بے محل وارد کئے گئے ہیں آہم مقاصد جو اس کتاب کے اقصی غایات سے ہیں (جیسے اثبات الہام و بے مثلیت قران) انکو مبادی حصص و حواشی میں لائے گئے ہیں شاید اسمیں بھی جناب مولف معذور ہوں وہ **استعجال اذہن** کے سبب مقاصد کو مبادی میں لے آئے ہوں ۔

(۴) **از انجملہ** یہ کہ بعض جگہ اس کتاب میں مخالفین کے حق میں سخت کلامی پائی جاتی ہے جو اس زمانہ سویلزیشن (تہذیب) میں عام طبائع کی تنفر کی موجب ہے اگرچہ مولف اسمیں بھی معذور اور حمیت حقانی و جوش ایمانی سے مجبور ہیں ۔

مگر اسمین مخاطبین مخالفین اسلام کو اس کتاب کے پڑہنے یا اسکا جواب دینے سے ایک عذر و بہانہ ہاتہ آگیا ہی وہ کہتے ہین (چنانچہ ایک آریہ سماج لاہور کے اعلے ممبر سے سنا گیا ہے) کہ اس کتاب مین تہذیب سے کام نہین لیا گیا ہی ہم اس کو کیونکر دیکھین اور اس کا جواب کیا دین - آیندہ جناب مولف سخت کلامی کو اسمین دخل نہ دین تو اسکا حسن دوبالا ہو جاوے اور ان لوگون کا بہانہ بہی ٹوٹ جائے اور کس و ناکس طالب و متعلم اس کتاب کے مطالع سے نفع اوٹہاوے -

اور دین بہی ہمکو یہی سکہاتا ہے کہ ہم کافر سے کافر کو اور بدتر سے بدتر کو نرمی اور پیار سے یاد کرین اسمضمون کی آیات قران مین بہت ہین اس مقام مین ایک صحیح حدیث نقل کیجاتی ہی موطا امام مالک مین بصفحہ (۳۸۶) حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہے آپنے خنزیر کو مخاطب کیا تو یہہ فرمایا انفذ بسلام یعنی تجہہ سلام ہے یا سلامتی سے نکل جا -

اس حدیث کو ہمارے معاصر دیندار و پرہیزگار محدث عالم صوفی جو مخالفین مذہب کا سیدہے طور پر نام نہین لے سکتے اور ان کو سواہ کافر یا مشرک کسی اور نام سے پکارنے یا کشادہ پیشانی سے انسے بات کو کرنیکو جائز نہین کہتے اور اپنے ان افعال سے اسلام کو مخالفین کی نظرون مین حقیر کر رہے ہین غور کی نگاہون سے ملاحظ فرماوین اور اپنی اس دینداری پر آنسو بہائین اور قرآن و حدیث کی تشدد و تباغض کے نصوص ہی مین نگاہون کو بند نہ کہین آیات و احادیث رفق اور رحمت کو بہی نگاہ مین لائین اور اس مصرعہ کا مصداق نہو رہین - ع

حفظت شیاء وغابت عنك اشیاء

اس بات کو ہم ایک مستقل مضمون "تبغض و تہاجر" مین تفصیل لکہنا چاہتے ہین جو عنقریب نمبر ۱۲ جلد ۷، یا نمبر ۱ جلد ۸ مین قلم مین آئیگا انشا اللہ تعالی -

ان نقائص اربعہ کے بیان کے ساتہ ہم یہ کہنا بہی اپنا فرض جانتے ہین کہ یہہ نقائص صوری اون خصائص و محاسن معنوی کے مقابلہ مین کچہہ وقعت نہین رکہتے اونکے سامنے بحکم "ان الحسنات یذہبن السیات" یہ ہبا منثورا کا مصداق ہین ہان اگر آیندہ یہ کتاب مستطاب ان نقائص سے بری

رہی تو یہ اس شاہد رعنا کے لئے ایک زینت اور عمدہ لباس ہے ۔ اور اسی وجہ سے ہمکو امید ہے کہ جناب مولف ہماری اس نکتہ چینی کو (جو سراسر نصیحت پر مبنی ہے) قبول فرمائینگے اور آیندہ حصون کو ان نقائص صوری سے بری رکہینگے ۔

(٢٣) اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفعرسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑہنے اور ہمارے ریویو کو دیکہنے والون کی نظرون مین مخفی نرہیگی ۔ لہذا بحکم "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" کافہ اہل اسلام پر (اہلحدیث ہون خواہ حنفی شیعہ ہون خواہ سُنّی وغیرہ) اس کتاب کی نصرت اور اسکی مصارف طبع کی اعانت واجب ہے ۔ مولف براہین احمدیہ نے مسلمانونکی عزت رکہ دکہائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطین لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت مین شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اسکی صداقت دلائل عقلیہ قرانیہ و معجزات نبویہ محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات و خوارق مراد رکہتے ہین) بچشم خود ملاحظہ کرلے ۔ پہر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانون پر یہ حق نہین ہے کہ فی کس نہ سہی فی گہر ایک ایک نسخہ کتاب اسکی ادنی قیمت دیکر خرید کرین اور اسپر یہ شعر پڑہین ۔ شعر

جہادے بہ چندے دادم و جان خریدم
بحمد اللہ کہ بس ارزان خریدم

اب ہم اس ریویو کو اس دعا پر ختم کرتے ہین ۔

اے خدا اپنے طالبون کے رہنما اُن پر انکی ذات سے انکے ما باپ سے تمام جہان کے مشفقون سے زیادہ رحم فرما ۔ تو اس کتاب کی محبت لوگون کے دلون مین ڈالدے اور اسکے برکات سے انکو مالا مال کردے اور کسی اپنے صالح بندہ کی طفیل اس خاکسار شرمسار گناہگار کو بہی اپنے فیوض و انعامات اور اسرار کہ آپکی اخص برکات سے ہین [illegible] عطا کر آمین و [illegible] من کا [illegible] الکرام [illegible]

---

* خریداری کتاب [illegible] قیمت کتاب [illegible]

(١) جناب مولف مرزا غلام احمد رئیس قادیان ضلع گورداسپور ۔

(٢) میر عباس علی شاہ صوفی سے ۔ در لودیانہ محلہ صوفیان

غلطی نمبر ١١

سطر	غلط	صحیح
٨	شرعی دلیل	دلیل
١٢	پایا جاتا	پایا جاتا
١٠	کشف	کشف و
١	جاتا ہے	جاتا دلیل پ

با اپنے رسالوں میں مطابق درست کرلین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.